اسلام کا نظام عفت و عصمت

از

(جناب مولوی محمد ظفیر الدین صاحب استاذ دار العلوم معینیہ سانحہ)

(۴)

عورت کا دماغ جدید تحقیقات نے یہ بھی ثابت کردیا ہے کہ عورت کا دماغ مرد کے دماغ سے چھوٹا ہے جس کا اثر عقل وشعور پر پڑتا ہے، تو لنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ احمق کا دماغ عقل مند کے دماغ سے کافی چھوٹا ہوتا ہے، اس سلسلہ میں علامہ فرید وجدی لکھتے ہیں۔

"یہی وہ قوائے عقلیہ کا سرچشمہ ہے، جس میں مرد کا پلہ عورت سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے، مرد کے دماغ کے وزن کا اوسط عام طور پر ½ ۴۹-اوقیہ ہے، اور عورت کے دماغ کا وزن صرف ۴۴-۲۷۸ دوسو اٹھتر مردوں کے دماغ وزن کئے گئے تو سب سے بڑے دماغ کا وزن ۶۵-۱ اوقیہ، اور سب سے چھوٹے دماغ کا وزن ۳۴-۱ اوقیہ ثابت ہوا لیکن جب ۲۹۱ دوسو اکانوے دماغ عورتوں کے وزن کئے گئے تو سب سے زیادہ وزنی دماغ ۵۴-۱ اوقیہ کا، اور سب سے کم وزنی دماغ ۳۱-اوقیہ کا نکلا، کیا یہ اختلاف اس امر کا ثبوت نہیں ہے کہ عورتوں کے عقلی قویٰ مرد کے قویٰ سے بدرجہا ضعیف ہیں؟"[1]

پھر واضح رہنا چاہئے کہ یہ اختلاف ہر جگہ واقع ہوتا ہے اس میں متمدن اور غیر متمدن کا کوئی سوال نہیں، جس کی آڑ لے کر بعض ناسمجھ بحث شروع کردیتے ہیں، انسائیکلوپیڈیا کا مصنف پروفیسر فارمی لکھتا ہے۔

"جس طرح مرد اور عورت کے جسمانی اور دماغی قویٰ کا باہمی اختلاف تم کو پیرس جیسے متمدن

---

[1] مسلمان عورت ص۴

شہر کے شائستہ باشندوں میں نظر آتا ہے اسی طرح امریکہ کے وحشی زرین اقوام میں بھی پایا جاتا ہے[1]"

ما حصل یہ ہے کہ جدید تحقیقات نے بھی یہ ثابت کر دیا ہے، کہ مردوں میں عورتوں کی نسبت زیادہ صلاحیت پائی جاتی ہے، اور مرد ہر اعتبار سے عورت سے بڑھے ہوئے ہیں یہ بات جب ثابت شدہ ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ ان دونوں کے باہمی اختلاف میں مرد کی رائے کو ترجیح ہوگی اور زن و شو کی اجتماعی زندگی میں صدارت کا اور امارت کا حق مرد ہی کو حاصل ہے۔

شاہ ولی اللہ کی دلیل اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ لکھتے ہیں

"ضروری ہے کہ مرد کو اس کی بیوی کا قوّام بنایا جائے، اور فطرت کا تقاضا ہے کہ عورت پر مرد کو غلبہ حاصل ہو اس لئے کہ شوہر عقل میں کامل ہے، سیاست میں مہارت تامہ رکھتا ہے، حمایت میں مضبوط اور شرم و عار کو دور کرنے والا ہے اور اس حیثیت سے بھی مرد کو عورت پر برتری حاصل ہے، کہ وہ عورت کا کپڑا، روٹی مہیا کرتا ہے، اور چونکہ سیاست کی زمام مردوں کے ہاتھوں میں ہے، اس لئے مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ عورتوں کی تعزیر و تادیب کا کام انجام دے[2]"

جو کچھ عرض کیا گیا اس سے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو گئی ہوگی، قدرت نے باہمی زندگی میں جو فیصلہ کیا، اور زوجیت کے اجتماعی امور میں مرد کو امیر اور صدر بنایا، وہ بالکل عقل اور فطرت کے مطابق ہے،

مرد و عورت کے حقوق مگر اس سے یہ ثابت نہ کیا جائے، کہ عورت کو اسلام نے غلام بنا دیا ہے، کیونکہ اسلام نے زن و شو کی باہمی زندگی میں مساوات رکھا ہے، اور ہر ایک کا دوسرے پر بڑا حق تسلیم کیا ہے، چنانچہ قرآن پاک نے اعلان کیا ہے۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (بقرہ ۲۸)	اور دستور کے موافق عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے۔ اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

[1] مسلمان عورت ص۵۵ [2] الحجۃ اللہ البالغہ۔ حقوق الزوجیۃ ص۱۳۶ ج۲

اس آیت پاک میں باوجود ایجاز واختصار ایک بڑا ضابطہ مندرج ہے، اور قاعدۂ کلیہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ عورت، مرد کے ہر چیز میں مساوی ہے اور تمام حقوق میں یہ مرد کے برابر ہے صرف ایک امر میں البتہ عورت مرد کے برابر نہیں، جس کو "لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ" سے تعبیر فرمایا گیا ہے اور جس کی تشریح "الرجال قوامون" کے تحت کی گئی، اس ایک بات کے علاوہ عورت سارے معاملات اخلاق اور عبادات میں مرد کے مساوی ہے، کوئی ایسی بات نہیں جس سے مرد کو بڑا اور عورت کو حقیر سمجھا جائے، اور اسلام ہی ہے جس نے سب سے پہلے عورتوں کو یہ عزت عطا کی،

باہمی مشورہ پھر اس درجہ کی سپردگی کے باوجود قدرت کا منشا یہ ہے کہ سارے امور باہمی مشورہ سے طے کئے جائیں، اور باہمی رضامندی سے کام انجام پائیں، قرآن پاک نے جہاں یہ قانون بیان کیا ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، اور بچے کے باپ پر دودھ پلانے والی کا کھانا کپڑا ہے، اس مقام پر یہ بیان کرتے ہوئے کہ اگر تم دودھ چھڑانا چاہو تو باہمی مشورے اور رضامندی سے ایسا کرو، قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔

فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا (بقرہ ۳۰)	پھر اگر ماں باپ چاہیں کہ دو برس کے اندر ہی باہمی رضا اور مشورہ سے دودھ چھڑالیں۔ تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ حتی الوسع جو کام انجام پائے باہمی مشورے سے انجام پائے۔ پھر مومنین کی یہ شان ہی بیان کی گئی ہے۔

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (شوریٰ - ۴)	اور وہ آپس کے مشورہ سے کام کرتے ہیں

اس ساری تفصیل کا ماحصل یہ ہے کہ اسلام نے مرد و عورت میں جائز رشتہ کے قیام کے بعد ایک نظام قایم کردیا ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے دونوں میں محبت رہے گی اور پھر اس طرح عفت عصمت پر کوئی دھبہ نہ پڑسکے گا،

موجودہ دور میں بے عملی اس پُرفتن زمانہ میں آئے دن یہ بات سننے میں آتی ہے، کہ مالدار گھرانوں میں میاں

بیوی میں ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہوجاتا ہے، اور دونوں علیحدہ ہوکر زندگی گذارتے ہیں، اور برسوں دونوں میں جدائی رہتی ہے، بیوی اپنی ضد پر رہتی ہے اور شوہر اپنی شان پر رہتا ہے، یہ زمانہ دونوں کے لئے نازک ہوتا ہے، کیونکہ نفسانی خواہشات سے کوئی خالی نہیں اسلام نے اس طرح کی زندگی کو لعنت قرار دیا ہے اور اسلام میں اس کی کہیں گنجائش نہیں، جیسا آئندہ تفصیل سے معلوم ہوگا،

میاں بیوی دونوں کے سامنے اگر اسلام کے قوانین ہوتے تو ایسی نوبت ہرگز نہ آتی، اور ایسے موقع پر مرد کی قوّامیت کا فیصلہ اس سوراخ کو بند کردیتا "الرجال قوامون" کے بعد ہی ارشاد خداوندی ہے

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (النساء - ٦)	پس جو عورتیں نیک ہیں وہ تابعدار ہیں پیٹھ پیچھے نگہبانی کرتی ہیں اللہ کی حفاظت سے

عورت کا فریضہ اس میں نیک عورت کی شناخت کا بیان ہے، اور اس طرح عورت کو مرد کی اطاعت پر ابھارا گیا ہے، تاکہ دونوں میں اختلاف رائے ہو تو اس وقت علیحدگی کی نوبت نہ آنے پائے، پھر مزید اس رشتہ کی مضبوطی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ايما امرأة سألت زوجها طلاقاً في غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة	جو عورت خواہ مخواہ اپنے شوہر سے طلاق چاہتی ہے اس پر جنت کی بو حرام ہے

(مشکوٰۃ باب الخلع والطلاق)

اس میں عورت کو ہدایت دی گئی ہے کہ زن و شو کی باہمی زندگی میں ایسی بات ہوجائے جو تم کو ناپسند ہو، تو ایسی ذرا ذرا سی بات پر شوہر سے طلاق کا مطالبہ شروع نہ کردیا کرو، کیونکہ ساتھ کی زندگی میں عموماً ایسی بات ہوتی ہی رہتی ہے، اس لئے کہ دونوں کے مزاج میں قدرتی اختلاف پایا جاتا ہے

بالغ ہونے کے فوراً بعد حکم پھر غور کیجئے تو معلوم ہوگا اسلام نے بلوغ کے فوراً بعد مطالبہ کردیا ہے کہ شادی ہوجانی چاہئے کہ یہی شباب کا زمانہ امنگ کا ہوتا ہے، جنسی خواہشات کے ابھرنے کا موقع اس عمر میں نفع و نقصان کے سوچنے کی زحمت برداشت نہیں کرتا، ہر کام میں بے باک ہوتا ہے پھر عموماً والدین کی زیر نگرانی ہوتا ہے اس لئے خود شادی کا سامان کرنے سے مجبور ہوتا ہے حیا و شرم

کی وجہ سے والدین سے یہ کہتے ہچکچاتا ہے، اور عفت وعصمت اس عمر میں خطرہ میں گھر جاتی ہے اس لئے اس کی ذمہ داری، ماحول کے پیش نظر والدین پر ڈالی گئی ہے، ہدایت نبوی ہے

من ولد له ولد فليحسن اسمه وادبه فاذا بلغ فليزوجه فان بلغ ولم يزوجه فاصاب اثما فانما اثمه على ابيه (مشکوۃ صلا ۲۷)	جس شخص کے بچہ ہو تو چاہئے وہ اس کا اچھا نام رکھے اور ادب سکھائے اور وہ جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کردے بلوغ کے بعد اگر اس نے شادی نہیں کی اور اس سے گناہ ہوگیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے۔

دوسری حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قال في التوراة مكتوب من بلغت ابنته اثنتي عشرة سنة ولم يزوجها فاصابت اثما فاثم ذالك عليه (مشکوۃ ۲۷)	توریت میں لکھا ہے کہ جس کی لڑکی بارہ سال کی ہوجائے اور وہ اس کی شادی نہ کرے اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہوگیا تو وہ گناہ اس شخص پر ہے

والدین کو تاکید ان دونوں حدیثوں کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوا، کہ لڑکا اور لڑکی بالغ ہوجائے، تو والدین پر ذمہ داری ہے کہ جلد سے جلد ان کی شادی کردیں، لڑکا جو بالغ ہو چکا ہے اور وہ خود صلاحیت رکھتا ہے تو خود اس پر بھی ذمہ داری ہے اور اگر وہ مجبور ہو، جیسا ہمارے ملک میں رواج ہے تو پھر والدین پر لازم ہے کہ اس کا نکاح کسی مناسب لڑکی سے کردیں، مگر اس کی رائے معلوم کرکے اور لڑکی کی تو بہر حال والدین پر ذمہ داری ہے کہ بلوغت کے ساتھ فوراً ہی شادی کردیں، حدیث میں والدین پر تاکید جتانے کے لئے یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر لڑکا لڑکی سے شادی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی لغزش ہوگئی اور زنا یا دواعی زنا میں سے کسی کا اس سے ارتکاب ہوگیا، تو گناہ کا ایک حصہ والدین پر بھی آئے گا،

لطف اندوزی کی آزادی شادی ہوجانے کے بعد اسلام نے اس کا پورا موقع دیا ہے، کہ شوہر بیوی سے اور بیوی شوہر سے دستور کے مطابق پوری طرح متمتع ہوں اس میں کوئی رکاوٹ برداشت نہیں کی گئی ہے، دن رات کی کوئی قید نہیں، جاڑا، گرمی کا کوئی سوال نہیں، بہار و خزاں کی کوئی شرط نہیں، برسات وغیرہ برسات کی

کوئی بات نہیں، اور نہ کوئی دوسری بے جا رکاوٹ ہے،

صرف سال کے کچھ حصوں میں ممانعت پورے سال میں ایک مہینہ رمضان کا آتا ہے، جس کا روزہ دونوں پر فرض ہے، اور حالت روزہ میں جماع کی اجازت نہیں ہے اس لئے اگر وہ روزہ رکھتے ہیں تو دن میں جماع نہیں کر سکتے باقی بات چیت اور دوسری گفتگو کی اجازت ہے خود رمضان کی رات میں اس کو آزادی ہے ارشاد ربانی ہے

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (بقرہ - ۲۳)

روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے بے حجاب ہونا تمہارے لئے حلال ہوا، وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔

غروب آفتاب کے بعد سے لے کر طلوع صبح صادق کے پہلے تک یہ حکم ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے اور بیوی اپنے شوہر سے ہر طرح لطف اندوز ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ (بقرہ - ۲۳)

پھر یعنی بعد غروب آفتاب تم اپنی عورتوں سے ملو، اور جو کچھ تمہارے لئے اللہ نے لکھ دیا ہے طلب کرو اور کھاؤ پیو جب تک سیاہ دھاری سے سفید دھاری صاف نظر آئے،

نفلی روزہ کے متعلق آپ پڑھ آئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شوہر کی موجودگی میں اس کی بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے گی۔

حیض و نفاس دو موقع اور ہیں، جن میں عورت قدرتی گندگی میں مبتلا رہتی ہے ایک حیض ہے جو غیر حاملہ کو ہر مہینہ آیا کرتا ہے اور دوسرا نفاس کا زمانہ ہے جو بچہ کے پیدا ہونے کے بعد عورت کو خون آتا ہے ان دو زمانوں سے جماع جائز نہیں ہے کیونکہ یہ جیسا عرض کیا گیا گندگی کا زمانہ ہوتا ہے، طبعاً اس سے نفرت اور مرض کے پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے، قرآن میں اس کا تذکرہ ہے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى

وہ سب تجھ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دے

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ (بقرہ - ۲۸)

وہ گندگی ہے لہٰذا حیض کے وقت تم عورتوں سے الگ رہو اور جب تک پاک نہ ہولیں، نزدیک نہ ہو، پھر جب خوب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جہاں سے تم کو اللہ نے حکم دیا ہے جاؤ

عورتوں سے تمتع کا بلیغ بیان ان موقعوں کے سوا اگر کوئی عارضی شرعی قباحت پیش نہیں آگئی ہے تو ہر وقت زن و شو باہم لطف اندوز ہو سکتے ہیں، اس سے زیادہ آزادی اس معاملہ میں اور کیا مل سکتی ہے قرآن پاک نے اس کے لئے تعبیر کا جو عنوان اختیار کیا ہے۔ وہ بڑا بلیغ ہے، ابھی اوپر کی آیت میں گذر چکا ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (بقرہ - ۲۳) وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو

دوسری آیت ہے

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (بقرہ ۲۸)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جہاں سے چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ

عورت سے جس طرح چاہے جماع کر سکتا ہے کسی ایک طرح کی قید نہیں، مگر لواطت حرام ہے کہ یہ فطرت کے خلاف ہے اور حدیث میں اس کی حرمت صراحت سے مذکور ہے خود قرآن میں ہے۔

فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۔ (بقرہ - ۲۸)

سو تم ان کے پاس اس مقام میں آؤ جس کا اللہ نے تم کو حکم دیا ہے۔

اس کی تفصیل آئندہ آئے گی کہ لواطت کیوں حرام ہے،

قرآن میں شادی اور اس کے فائدے اس بحث کو ختم کرتے ہوئے، ان آیتوں کو پھر بغور و فکر پڑھئے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً (روم ۳)

اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری قسم سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم ان کے پاس چین پکڑو اور اس نے تمہارے درمیان پیار اور مہربانی رکھی۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ
وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا
(اعراف - ۱۴)

وہی ذات ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے ہی اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اس سے چین حاصل کرے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا
وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ بَنِیْنَ
وَحَفَدَةً وَّرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبَاتِ
اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ
یَکْفُرُوْنَ (نحل)

اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسم سے جوڑے بنایا اور تمہارے جوڑے سے تمہارے لئے لڑکے اور پوتے بنائے اور ستھری چیزیں تم کو کھانے کو دیں پھر بھی کیا تم باطل کو مانو گے اور اللہ کی نعمت کا انکار کروگے

ان آیتوں میں رب العزت نے بیان کیا ہے، کہ شادی بیاہ کے کیا فائدے ہیں، اور اس کی مشروعیت کیوں عمل میں لائی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ نعمت اتنی عظیم الشان ہے، کہ اسے بار بار ذکر کیا گیا اور انسانوں پر احسان جتایا گیا، کہ انسان اس نعمت کو دیکھے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرے کیونکہ یہ شادی بیاہ دین و دنیا کی ایک عظیم الشان دولت ہے جس کے صدقہ میں عفت اور عصمت نصیب ہوتی ہے اور دنیا میں فتنہ و فساد کا ایک بڑا دروازہ بند ہوتا ہے، پھر اس کے ذریعہ کائناتِ انسانی کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا، مزید اولاد جیسی نعمت میسر ہوتی ہے،

بیوی بچے انسان کو طبعاً اتنے محبوب ہوتے ہیں کہ انسان کبھی ان میں الجھ کر خدائی احکام بھول جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تنبیہ فرمائی اور آگاہ کیا،

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ
...دِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ
ا... وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ
...ٌ رَّحِیْمٌ (التغابن - ۲)

اے ایمان والو! تمہاری بعض جوروئیں اور اولاد تمہارے دشمن ہیں سو ان سے بچتے رہو، اور اگر معاف کردو اور درگزر کرو اور بخشو، تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں

" بہت مرتبہ آدمی بیوی بچوں کی محبت اور فکر میں پھنس کر اللہ کو اور اس کے احکام کو بھلا دیتا ہے، ان تعلقات کے پیچھے کتنی برائیوں کا ارتکاب کرتا، اور کتنی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے، بیوی اور اولاد کی فرمائشیں اور رضا جوئی اسے کسی وقت دم نہیں لینے دیتیں، اس چکر میں پڑ کر آخرت سے غافل ہو جاتا ہے، ظاہر ہے جو اہل و عیال اتنے خسارہ اور نقصان کا سبب بنیں وہ حقیقۃً دوست نہیں کہلا سکتے، بلکہ بدترین دشمن ہیں جن کی دشمنی کا احساس بھی بسا اوقات انسان کو نہیں ہوتا، اس لئے حق تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا، کہ ان دشمنوں سے ہشیار رہو، اور ایسا رویہ اختیار کرنے سے بچو، جس کا نتیجہ ان کی دنیا سنوارنے کی خاطر اپنا دین برباد کرنے کے سوا کچھ نہ ہو، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں سب بیویاں اور ساری اولاد اسی قماش کی ہوتی ہیں بہت اللہ کی بندیاں ہیں جو اپنے شوہروں کے دین کی حفاظت کرتیں، اور نیک کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں اور کتنی ہی سعادت مند اولاد ہے جو اپنے والدین کے لئے باقیات صالحات بنتی ہے جعلنا اللہ منہم بفضلہ ومنہ"

ل حاشیہ قرآن پاک مترجم شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ص۲۲ؔ

ندوۃ المصنفین کی جدید شاندار کتاب

"عرب اور اسلام"

"عرب اور اسلام" پروفیسر فلپ کے حتی کی شہرۂ آفاق انگریزی کتاب HISTORY of THE ARABS کے خلاصے A SHORT HISTORY THE ARABS کا نہایت کامیاب اور شاندار ترجمہ ہے اس جامع خلاصے میں پروفیسر حتی نے خاص طور پر ایسے اجزا شامل کئے ہیں جن کے ذریعہ مغرب کو اسلام سے پہلے کے پیغام اور اس کی خدمات سے اور انسانیت پر اس کے احسانات سے روشناس کرایا جا سکتا تھا۔ پروفیسر مذکور نے فی الحقیقت تاریخ نویسی اور حقیقت نگاری کا حق ادا کر دیا ہے۔ کتاب کے مترجم پروفیسر سید مبارز الدین صاحب رفعت ایم اے ہیں جو اس وقت نوجوان پروفیسروں میں صف اول کے مترجم سمجھے جاتے ہیں، صفحات ۲۵۰ قیمت ۸ؔ مجلد للعہ